سُبحان اللہ! علم اور عمل اور فضل و کمال اور تجرید اور تجرد اور حلم اور کرم اور سخاوت اتم اور ایثار و انکسار آپ کی ذات پر ختم ہے۔ جو کچھ آیا اور جس قدر ہوا سب نام اللہ صرف کیا اور کبھی کل کا غم نہ کیا۔ دن رات اللہ اور اللہ کے رسول کے ذکر میں بسر کی اور دنیا و مافیہا کی خبر نہ رکھی۔ میں آپ کے کس کس کمال کا ذکر کروں۔ علم ایسا تھا کہ کاہے کو ہوتا ہے۔ زہد اور مجاہدہ ایسا کہ بیان اس کا نہیں ہو سکتا۔ تقویٰ اور ورع اس درجہ پر کہ سوا اس سے ممکن نہیں اور پھر اس پر عجز ویسا ہی، انکسار ویسا ہی۔ اتباع سُنت اس درجہ پر کہ پیچھے اچھے لوگ وہاں قدم نہ رکھ سکیں۔ آپ کی صحبت سے اس قدر فیض حاصل ہوتا کہ بیٹھ کر اٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ وطن اصلی آپ کا موضع دتالہ ہے جو پنجاب کے ملک میں امبر سر (امرتسر) کے پاس واقع ہے اور آپ سادات علوی سے ہیں۔ والد ماجد آپ کے بھی بڑے زاہد اور عابد تھے۔ اور جنگلوں میں جا کر ذکر خیر کیا کرتے تھے اور مہینوں بناس پتی پر قناعت فرماتے تھے۔

رکھا تھا۔ سرسید کی رسم بسم اللہ بھی شاہ صاحبؒ نے ادا کی تھی۔ اس شرف کا تذکرہ سرسید بہت فخر کے ساتھ کرتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے جو خاص اسی موقع کے لئے انھوں نے کہا تھا ؎

بہ مکتب رفتم و آموختم اسرار یزدانی
ز فیض نقشبند وقت و جانِ جانِ جانانی

بہ روایتِ حالی، سرسید کے دادا ان کے والد کی شادی ہونے سے پہلے انتقال کر چکے تھے۔ سرسید اور ان کے بہن بھائی شاہ صاحب ہی کو دادا حضرت کہا کرتے تھے۔ سرسید کے بقول شاہ صاحب کو بھی ان سے ایسی ہی محبت تھی جیسی حقیقی دادا کو اپنے پوتوں سے ہوتی ہے۔ شاہ صاحبؒ نے تاہل اختیار نہیں کیا تھا۔ اور وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ گو خدا تعالیٰ نے مجھے اولاد کے جھگڑوں سے آزاد رکھا ہے لیکن متقی کی اولاد کی محبت ایسی دے دی ہے کہ اس کے بچوں کی تکلیف یا بیماری مجھ کو بے چین کر دیتی ہے۔

سرسیدؔ کا تعلق شاہ غلام علی کے سلسلے سے تھا جو خانقاہ کے نام سے معروف تھا۔ لیکن انگریزی ملازمت کے معاملے میں سرسیدؔ نے ان کے مسلک کو قبول نہیں کیا تھا اور ان کے فتوی کے سرسیدؔ نے انگریزی ملازمت